www.KitaboSunnat.com

حدیث و سنت

محمد منیر قمر سیالکوٹی

نماز میں سجدے میں جانے کی کیفیت

اونٹ کی مجموعی کیفیت اختیار کرنے کی ممانعت

رکوع و قومہ اور ان کے اذکار سے فارغ ہو کر سجدہ کیا جاتا ہے جس کے لیے زمین پر پہلے ہاتھ پھر گھٹنے رکھنے کا طریقہ بھی مروج ہے اور پہلے گھٹنے اور پھر ہاتھ رکھنے کا بھی۔ اُن دونوں طریقوں میں سے از روئے دلیل کون سا قوی و صحیح تر ہے، اس امر کا جائزہ لینے کیلئے دونوں کے دلائل کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

پہلے ہاتھ رکھنے کے دلائل

پہلے زمین پر ہاتھ اور پھر گھٹنے رکھنے والوں کے دلائل یوں ہیں :

(۱) التاریخ الکبیر للبخاری، ابو داود، نسائی، مشکل الآثار و شرح معانی الآثار، دارمی، دار قطنی، بیہقی، محلّی لابن حزم، شرح السنۃ للبغوی، کتاب الاعتبار بین الناسخ والمنسوخ من الآثار للحازمی و مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :

"إذا سجد أحدکم فلا یبرك کما یبرك البعیر ولیضع یدیه قبل رکبتیه"(۱)

"تم میں سے جب کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے بلکہ گھٹنوں سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے"

حدیث کی فنی حیثیت ...... یہ حدیث ضعیف نہیں

اس حدیث کو بہت سے کبار محدثین کرامؒ نے صحیح قرار دیا ہے جس کی تفصیل کے لیے شرح السنۃ کی تحقیق از شیخ شعیب الأرناؤوط (۱۳۵/۳) زاد المعاد کی تحقیق از شیخ شعیب الأرناؤوط و شیخ عبد القادر الأرناؤوط (۲۲۳/۱) إرواء الغلیل از شیخ البانی (۷۸/۲) شرح المواہب از زرقانی (۳۲۰/۷) کما فی الارواء (۷۸/۲) و تحقیق الاحسان (۲۴۰/۵) المجموع شرح المھذب امام نوویؒ (۳۹۴/۳) وغیرہ دیکھئے۔

علامہ عبد الرحمن مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی میں کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا کم از کم حسن لذاتہ ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں (۲)

 محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حافظ عبدالحق اشبیلی کی الاحکام الکبریٰ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے جب کہ ان کی دوسری تالیف کتاب التھجد میں لکھا ہے کہ یہ حدیث اس حدیث سے سند کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہے جس میں گھٹنے پہلے رکھنے کا ذکر آیا ہے۔ (۳)

☆ اس حدیث میں قلب واضطراب نہیں

ابن قیمؒ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں قلبِ متن واضطراب پایا جاتا ہے، اصل حدیث یوں تھی :

وليضع ركبتيه قبل يديه "دونوں ہاتھوں سے قبل گھٹنے زمین پر رکھے"

اس سلسلے میں ان کی گفتگو زادُالمعاد کی جلد اول کے ص ۲۲۳ سے ص ۲۳۱ تک پھیلی ہوئی ہے جس پر زادُالمعاد کے محققین شیخ شعیب وعبدالقادر نے تحقیق زاد المعاد (۱/ ۲۲۳، ۲۳۰) میں، شیخ احمد شاکرؒ نے تحقیق ترمذی (۱/ ۵۸، ۵۹) میں، علامہ عبد الرحمن مبارکپوریؒ نے تحفۃ الاحوذی (۲/ ۱۳۸، ۱۳۹) میں اور علامہ البانی نے صفۃ الصلوۃ میں ص ۸۲ پر مختصراً اور إرواء الغلیل (۲/ ۱۷۵ تا ۱۸۰) اور الضعيفة (۲/ ۳۲۸ تا ۳۳۲) میں مفصلاً تعاقب کیا ہے اور علامہ ابن قیمؒ کے اس نظریہ قلب واضطراب کی سختی سے تردید کرتے ہوئے اس کے دلائل بھی ذکر کیے ہیں جن کی تفصیلات مذکورہ مقامات پر دیکھی جاسکتی ہیں۔

(۲) پہلے ہاتھ اور پھر گھٹنے رکھنے کی دوسری دلیل صحیح بخاری شریف میں تعلیقاً اور موقوفاً علی ابن عمرؓ اور صحیح ابن خزیمہ ودار قطنی، بیہقی، معانی الآثار از طحاوی وکتاب الاعتبار از حازمی اور مستدرک حاکم میں موصولاً اور مرفوعاً مروی ہے...... صحیح بخاری میں حضرت نافع بیان فرماتے ہیں :

"كان ابن عمر يضع يديه قبل ركبتيه" (۴)

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھا کرتے تھے"

اور دیگر کتابوں میں مرفوعاً یوں ہے حضرت نافع، حضرت ابن عمرؓ کے بارے میں فرماتے ہیں :

"إنه كان يضع يديه قبل ركبتيه وقال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يفعل ذلك" (۵)

"وہ گھٹنوں سے قبل دونوں ہاتھ زمین پر رکھتے اور فرماتے کہ نبی ﷺ ایسے ہی کرتے تھے"

اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے اور علامہ ذہبی نے تلخیص المستدرک میں ان کی موافقت کی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے بھی بلوغ المرام میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور فتح الباری میں گھٹنے پہلے رکھنے والی حدیث پر ترجیح دی ہے اور علامہ البانی نے إرواء الغلیل اور صحیح ابن خزیمہ پر اپنی تعلیقات میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (۶)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) امام حاکم نے مستدرک حاکم میں کہا ہے :اس میں میری رائے حضرت ابن عمرؓ سے مروی اس حدیث کی طرف زیادہ مائل ہے جس میں پہلے ہاتھ اور پھر گھٹنے زمین پر لگانے کا ذکر ہے کیونکہ اس کی تائید میں صحابہ تابعین سے بکثرت روایات موجود ہیں۔ (۷)

(۴) سنن کبریٰ از بیہقی میں ایک روایت حضرت ابو ہریرہ سے ان الفاظ میں مرفوعاً ہے :

"إذا سجد أحدكم فلا يبرك كما يبرك الجمل وليضع يديه على ركبتيه" (۸)

"تم میں سے جب کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے بلکہ چاہئے کہ اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے"

اور امام بیہقی نے اسے روایت کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اگر یہ محفوظ ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت پہلے ہاتھ اور پھر گھٹنے زمین پر رکھے جائیں۔ امام بیہقی نے اپنے خدشہ کا اظہار فرما دیا ہے جب کہ اس مفہوم کی حدیث ہم ذکر کر آئے ہیں جسے کبار محدثین نے محفوظ و تصحیح اور راجح قرار دیا ہے لہذا اس روایت سے استدلال نہیں تو کم از کم استشہاد میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(۵) امام اوزاعیؒ نے فرمایا ہے :

"أدركت الناس يضعون أيديهم قبل ركبهم وروى عن ابن عمر فيه حديث" (۹)

"میں نے لوگوں (صحابہ کرامؓ) کو پایا ہے کہ وہ گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھتے تھے اور حضرت عمرؓ سے اس معاملہ میں ایک حدیث بھی مروی ہے"

غرض امام مالکؒ اور اوزاعیؒ کا یہی مسلک ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے جائیں اور پھر گھٹنے۔ امام ابن الجوزیؒ نے التحقیق میں اور امام ابن قدامہؒ نے المغنی میں امام احمد بن حنبلؒ کا بھی یہی مسلک بتایا ہے اگرچہ ان سے دوسری روایت بھی ملتی ہے۔ علامہ ابن حزم بھی اسی کے قائل تھے اور ابن ابی داود کے بقول تمام اہلحدیث و محدثین کا بھی یہی مسلک ہے جیسا کہ علامہ ابن قیمؒ نے زاد المعاد جلد اول ص ۲۳۰ پر، ابن حزمؒ نے محلّی جلد دوم جز چہارم ص ۱۲۹ پر، امام بغویؒ نے شرح السنۃ جلد سوم ص ۱۳۴ پر، حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری جلد دوم ص ۲۹۱ پر، علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ نے تحفۃ الاحوذی جلد دوم ص ۱۳۵ پر، علامہ شمس الحق عظیم آبادی نے عون المعبود جلد سوم ص ۷۱ پر، امام شوکانی نے نیل الاوطار جلد ر جز دوم ص ۲۵۳، ۲۵۴ پر، امام حازمی نے کتاب الاعتبار ص ۸۰ پر اور ابن قدامہ نے المغنی جلد اول ص ۵۱۴ پر تفصیل ذکر کی ہے۔ اور امام ابو داود کے بیٹے نے اسے ہی اہل مدینہ کا مذہب قرار دیا ہے۔ (۱۰)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے گھٹنے رکھنے کے دلائل

اور اب ایک جائزہ دوسرے مسلک یعنی سجدے میں جاتے وقت پہلے گھٹنے زمین پر رکھنے کے دلائل کا..... اس نظریہ کے قائلین بعض احادیث سے استدلال کرتے ہیں مثلاً :

(۱) ان کی پہلی دلیل وہ حدیث ہے جو سنن اربعہ ودارمی، دار قطنی، بیہقی، ابن خزیمہ، ابن حبان، شرح السنۃ بغوی اور کتاب الاعتبار حازمی میں حضرت وائل بن حجرؓ سے مروی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں :

"رأيت رسول الله ﷺ إذا سجد يضع ركبتيه قبل يديه وإذا نهض رفع يديه قبل ركبتيه"(۱۱)

"میں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ سجدہ میں جانے کے وقت ہاتھوں سے پہلے گھٹنے زمین پر رکھتے تھے اور جب اُٹھتے تو گھٹنوں سے ہاتھ اٹھاتے تھے"

اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد خود امام دار قطنی، ترمذی، بیہقی اور حازمی نے اس پر شدید جرح کی ہے اور اس کے مرفوعاً، موصولاً صحیح ہونے پر کلام کیا ہے اور امام حازمی نے امام بخاریؒ اور دیگر متقدمین حفاظ کی طرف بھی اسی جرح کو منسوب کیا ہے اور حافظ ابن حجر نے بھی ذکر کیے گئے حفاظ کے علاوہ ابن ابی داود سے بھی جرح ذکر کی ہے۔(۱۲)

علامہ عظیم آبادیؒ و مبارکپوریؒ نے اپنی شروح سنن میں اور شیخ شعیب و عبد القادر ارناؤط نے تحقیق زاد المعاد ۱/ ۲۲۳ میں یہ جرحیں نقل کی ہیں۔ امام شوکانی نے ان حفاظ کے علاوہ امام نسائی سے بھی اس روایت کی سند پر جرح نقل کی ہے۔(۱۳)

اور دور حاضر کے معروف محدث علامہ البانی نے اس روایت کو تحقیق مشکوٰۃ (۱/ ۲۸۲) ارواء الغلیل (۲/ ۷۵، ۷۷) اور الاحادیث الضعیفة (۲/ ۳۲۸، ۳۳۲) میں ضعیف قرار دیا ہے۔

شرح السنۃ بغوی کی تحقیق میں شیخ شعیب نے اس کے دو اور طرق بھی بتائے ہیں جن میں سے ایک ابو داود میں محمد بن حجادة عن عبد الجبار بن وائل عن أبيه والا طریق ہے جب کہ عبد الجبار کے اپنے والد سے سماع کی خود ہی نفی بھی کی ہے۔ اور آگے چل کر "تنبیہ" کے زیر عنوان لکھا ہے کہ موارد الظمآن فی زوائد ابن حبان میں اسرائیل بن یرنس کے طریق سے بھی یہ حدیث مروی ہے اور اگر یہ اسرائیل، شریک سے متحرف نہ ہو تو پھر یہ شریک کے لیے اچھی متابعت ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ جب کہ حفاظ میں سے کسی نے اس طرف توجہ نہیں دلائی سوائے ملا علی قاری کے، انہوں نے المرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ابن حجر ہیثمی سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث کے دو طریق اور بھی ہیں اور ان کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراد شاید یہی ابو داود وابن حبان والے دونوں طریق ہوں [14]

لیکن شیخ البانی نے ملا علی قاری کی اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے :

"ولا تغتر لما حكاه الشيخ القاري عن ابن حجر الفقيه أن له طريقين آخرين فانه من أوهامه"[15]

"ملا علی قاری نے ابن حجر فقیہ کی طرف جو یہ قول نقل کیا ہے کہ اس روایت کے دو اور طریق بھی ہیں، اس سے دھوکے میں نہیں آنا چاہیے ، یہ قول ان کے اوہام میں سے ہے"

اور موارد الظمآن (ص ۱۳۲ حدیث ۴۸۷) کی سند میں اسرائیل واقعی متحرف ہے کیونکہ اصل ابن حبان میں یہاں شریک ہی ہے [16] جو کہ ضعیف ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ روایت ضعیف ہے اور درجہ صحت وحُسن کو نہیں پہنچتی۔ اگرچہ ابن حبان وابن خزیمہ اور ابن سکن وغیرہ نے اس کی تصحیح کی ہے۔

(۲) اس مفہوم کی ایک روایت ابن ماجہ میں حضرت ابی بن کعبؓ سے مرفوعاً موجود ہے جس میں ہے :"كان يخر على ركبتيه ولا يتكئ" [17]

"آپ ﷺ گھٹنوں کے بل بیٹھتے تھے، ٹیک نہیں لیتے تھے"

اس روایت کی سند میں کئی راویوں کے مجہول ہونے کی وجہ سے امام ابن مدینی اور بعض دیگر محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے جیسا کہ لسان المیزان، میزانُ الاعتدال اور التقریب وغیرہ کتب رجال اور نقد وجرح میں معاذ بن محمد اور محمد بن معاذ کے تراجم میں مذکور ہے۔ [18]

(۳) سنن دار قطنی وبیہقی مستدرک حاکم ومحلّی ابن حزم ،الاحادیث المختارۃ از ضیاء المقدسی اور الاعتبار از حازمی میں حضرت انسؓ سے مروی ہے :

"رأيت رسول الله ﷺ انحط بالتكبير فسبقت ركبتاه يديه"[19]

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ تکبیر کہتے ہوئے سجدہ میں گئے اور آپ کے گھٹنے ہاتھوں سے سبقت کر گئے تھے"

اس حدیث کو روایت کر کے امام دار قطنی وبیہقی نے اس کی سند ومتن پر تنقید کی ہے اور امام بیہقی، ابن قیم اور ابن حجر نے اس کی سند کے ایک راوی العلاء بن اسماعیل کو مجہول قرار دیا ہے جیسا کہ زادُ المعاد اور التلخیص الحبیر میں ہے۔[20]

اور ابن ابی حاتم نے اپنے والد امام ابو حاتم سے العلل میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو منکر قرار دیا ہے۔[21]

 محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) تردید مغالطہ اضطراب

مصنف ابن ابی شیبہ، بیہقی، سنن اثرم اور معانی الآثار طحاوی میں ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً مروی ہے :

"إذا سجد أحدكم، فليبدأ بركبتيه قبل يديه ولا يبرك كبروك الفحل" (۲۲)

"تم میں سے جب کوئی سجدہ کرے تو ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھے اور اونٹ کی طرح نہ بیٹھے"

جبکہ اس کی سند میں عبداللہ بن سعید مقبری متروک وضعیف راوی ہے جیسا کہ محققین زادُالمعاد نے لکھا ہے اور امام بخاری، دار قطنی، حازمی، احمد بن حنبل، یحییٰ بن سعید اور فلاس سے علامہ مبارکپوریؒ نے اس راوی کا منکر الحدیث، متروک وذاہب الحدیث، غیر ثقہ وضعیف ہونا نقل کیا ہے۔ (۲۳)

امام بیہقی نے اسے روایت کر کے خود اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔ (۲۴)

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ان کی اس معاملہ میں متابعت کی ہے۔ (۲۵)

شیخ البانی نے اسے باطل قرار دیا ہے۔ (۲۶)

لہٰذا یہ روایت اس لائق نہیں کہ اس کی وجہ سے حدیث کو مضطرب کہا جائے جیسا کہ علامہ ابن قیم اور بعض دیگر حضرات نے کہا ہے۔

(۵) تردید دعویٰ نسخ

امام ابن خزیمہؒ نے دونوں طرح کی احادیث میں ضعف وقوت کی بنا پر ترجیح کا انداز اپنانے کی بجائے ہاتھوں کو پہلے زمین پر رکھنے کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ دلیل میں انہوں نے اور امام بیہقیؒ نے وہ حدیث بیان کی ہے جو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے جس میں ہے :

"كنا نضع اليدين قبل الركبتين فأمر بركبتين قبل اليدين" (۲۷)

"ہم گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھا کرتے تھے تو نبی ﷺ نے حکم فرمایا کہ ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھا کرو"

یہ حدیث اگر صحیح ہوتی تو بقول حافظ ابن حجرؒ واقعی جانبین کے درمیان فیصلہ کن ثابت ہوتی لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ یہ انتہائی ضعیف ہے۔ (۲۸) بیہقی اسے روایت کر کے کہتے ہیں کہ یہ حدیث تو اسی طرح وارد ہوئی ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت دورانِ رکوع "تطبیق" کے منسوخ ہونے کی ہے۔ (۲۹) تو گویا امام بیہقی نے اس حدیث میں نسخ کے ذکر کو رواۃ میں سے کسی کی خطا پہ محمول کیا ہے اور امام حازمی نے بھی کتاب الاعتبار میں تطبیق کے نسخ والی حدیث کو ہی محفوظ قرار دیا ہے اور اس حدیث کو شاذ و متکلم فیہ۔ (۳۰) امام نوویؒ نے المجموع میں اسے ضعیف قرار دیا ہے اور امام بیہقی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اسے ضعیف کہنا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے ایک راوی یحییٰ بن سلمہ کو باتفاقِ حفاظ ضعیف کہا ہے۔ ابو حاتم سے اس کا منکر الحدیث ہونا نقل کیا ہے اور امام بخاری سے نقل کیا ہے کہ اس کی بیان کردہ احادیث میں منکر احادیث بھی ہیں۔(۳۱)

علامہ ابن قیمؒ نے تہذیب معالم السنن اور زاد المعاد میں لکھا ہے کہ بعض رواۃ سے غلطی ہوئی اور وضع الیدین علی الرکبتین کی بجائے ان سے وضع الیدین قبل الرکبتین ہو گیا۔ اور اسے ہی معروف قرار دیا ہے کہ نسخ کا تعلق رکوع میں تطبیق سے ہے، اس زیر بحث مسئلہ سے نہیں (۳۲) حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ یہ روایت بیان کرنے میں ابراہیم بن اسماعیل اور ان کے والد اسماعیل بن یحییٰ بن سلمہ منفرد ہیں اور وہ دونوں ضعیف ہیں۔(۳۳) اور اپنی دوسری کتاب التقریب میں انہوں نے ابراہیم کو ضعیف اور اسماعیل و یحییٰ کو متروک قرار دیا ہے۔(۳۴) علامہ البانی نے تعلیقات ابن خزیمہ میں اس حدیث کو سخت ضعیف قرار دیا ہے۔(۳۵) تحقیق شرح السنۃ میں شیخ شعیب ارناؤوط نے بھی امام بخاری، ابن معین اور نسائی سے اس کی تضعیف اور ابن قیم سے اس کے متن میں قلب و تغیر کی بات نقل کی ہے۔(۳۶)

اس ساری تفصیل سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اس حدیث کا فیصلہ کن ثابت ہونا تو درکنار یہ تو سخت ضعیف ہونے کی وجہ سے ناقابل استدلال ہے۔

(۲) ایک اثرِ فاروقی

اسی سلسلہ میں ایک اثرِ فاروقی مصنف عبد الرزاق اور معانی الآثار طحاوی میں ہے جس میں اسود اور علقمہ کہتے ہیں :

”حفظنا عن عمر في صلوته أنه خرّ بعد ركوعه على ركبتيه كما يخر البعير، ووضع ركبتيه قبل يديه“(۳۷)

”ہم نے حضرت عمرؓ سے نماز میں یہ پایا کہ وہ رکوع کے بعد گھٹنوں کے بل یوں بیٹھے جیسے اونٹ بیٹھتا ہے، انہوں نے ہاتھوں سے پہلے گھٹنے زمین پر رکھے“

امام طحاویؒ نے اس اثر کو صحیح قرار دیا ہے اور شیخ البانی نے سلسلة الأحاديث الضعيفة میں ان کی یہ تصحیح نقل کی ہے اور اس پر کوئی تعاقب نہیں کیا بلکہ اس کے ایک راوی اعمش کی تحدیث کی صراحت کر کے ان کی تائید و موافقت کی ہے۔(۳۸) لیکن چونکہ یہ حضرت عمرؓ پر موقوف ایک اثر ہے اور دوسری طرف نبی اکرم ﷺ سے ثابت شدہ ایک حدیث ہے لہٰذا اس اثر کو حدیث کے مقابلے میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اس سلسلہ میں پائے جانے والے دوسرے آثار صحابہ کی نسبت بھی یہی جواب ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جب ایک طرف ایک حدیث صحیح و ثابت موجود تو پھر دوسری طرف چاہے کتنے بھی صحابہ کے آثار کیوں نہ آجائیں تو آثارِ صحابہ کی کوئی حیثیت نہیں ......

(۷) مثلاً مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت ابن عمرؓ کے بارے میں مروی ہے :

"انه كان يضع ركبتيه اذا سجد قبل يديه"[۳۹]

"جب وہ سجدہ کرتے تو ہاتھوں سے پہلے گھٹنے زمین پر رکھتے تھے"

جبکہ یہ بھی ضعیف ہے اسکا ایک راوی ابن ابی لیلیٰ ردیئ الحفظ ہے اور نافع سے ابن عمرؓ کا یہ فعل روایت کرنے میں اس نے عبید اللہ بن عمرؓ کی مخالفت بھی کی ہے جو اس سے کہیں زیادہ ثقہ ہیں۔[۴۰]

یہ آثار ضعیف و موقوف ہونے کی وجہ سے اور یہ احادیث ضعیف ہونے کی وجہ سے اس بات کی دلیل نہیں بن سکتیں کہ نمازی کو سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے زمین پر رکھنے چاہئیں اور پھر ہاتھ بلکہ صحیح احادیث کی رو سے پہلے ہاتھ اور پھر گھٹنے رکھنا ثابت ہوتا ہے۔

(۸) اُونٹ کے گھٹنے

البتہ اس سے قبل اثر فاروقی میں ایک بات واضح طور پر آگئی ہے۔ اونٹ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھتا ہے جو کہ اس کی اگلی ٹانگوں میں ہوتے ہیں اور جب یہ بات ایسی ہی ہے تو پھر نمازی کو زمین پر گھٹنے پہلے نہیں رکھنے چاہئیں کیونکہ اس سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے[۴۱] جیسا کہ اس مفہوم کی بعض احادیث ذکر کی جاچکی ہیں۔ علامہ ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں اس سے انکار کیا ہے کہ اونٹ کے گھٹنے اگلی ٹانگوں میں ہوتے ہیں اور لکھا ہے کہ یہ بات اہل لغت کے علم میں بھی نہیں ہے[۴۲] جب کہ ان کی یہ بات ایک تسامح ہے اور زاد المعاد کے محققین کے علاوہ اکثر کبار اہل علم نے اس پر ان کا تعاقب کیا ہے۔ اور چونکہ اس معنیٰ کی حدیث سے جانبین نے ہی استدلال کیا ہے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اونٹ کے گھٹنوں کے بارے میں میں کچھ تحقیقی جائزہ پیش کر دیا جائے جس سے پتہ چل سکے کہ اس معاملہ میں کون سی جانب مبنی بر حق ہے اور کس طرف خطا ہے ......

از روئے لغت

علامہ ابن قیمؒ نے تو زاد المعاد میں کہہ دیا کہ اونٹ کے گھٹنوں کا اس کی اگلی ٹانگوں میں ہونا لغت عربی کے ماہرین کے ہاں بھی معروف و متعارف نہیں ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ عرب اہل لغت کے ہاں یہ بات ملتی ہے کہ اونٹ کے گھٹنے اس کی اگلی ٹانگوں میں ہی ہوتے ہیں پچھلی میں نہیں چنانچہ لغت کی بیس ضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب "لسانُ العرب" میں ابن المنظور افریقی نے مادہ "رکب" میں لکھا ہے :

"وركبة البعير في يده ...... وكل ذي أربع ركبتاه في يديه"[۴۳]

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اونٹ کے گھٹنے اس کے ہاتھوں (اگلی ٹانگوں) میں ہوتے ہیں اور ہر چوپائے کے گھٹنے اگلی ٹانگوں میں ہوتے ہیں"

اہل لغت میں سے صاحب لسان العرب کی اس صراحت کے بعد یہ کہنا تو صحیح نہیں رہا کہ اہل لغت کے ہاں یہ بات متعارف نہیں ہے۔

مشکل الآثار و شرح معانی الآثار

مشکل الآثار اور شرح معانی الآثار میں امام طحاوی نے اس حدیث کی تصحیح و تثبیت کے دوران اور اونٹ بلکہ تمام جانوروں کی اگلی ٹانگوں میں ان کے گھٹنے ہونے میں کوئی مانع نہ ہونے کا ذکر کرتے ہوئے اور انسان کو اس سے مستثنیٰ قرار دیتے ہوئے لکھا ہے :

"لا يبرك على ركبتيه اللتين في رجليه كما يبرك البعير على ركبتيه اللتين في يديه ولكن يبدأ فيضع أولا يديه اللتين ليس فيهما ركبتان، ثم ركبتيه فيكون ما يفعل في ذلك بخلاف ما يفعل البعير"(۴۴)

"جس طرح اونٹ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھتا ہے جو اس کے اگلے ہاتھوں میں ہوتے ہیں اس طرح اپنے گھٹنوں کے بل نہ بیٹھیں جو کہ انسان کی ٹانگوں میں ہوتے ہیں۔ بلکہ پہلے اپنے ہاتھ زمین پر رکھیں جن میں گھٹنے نہیں ہیں پھر گھٹنے زمین پر لگائیں۔ اس طرح بیٹھنا اونٹ کے بیٹھنے کے برعکس ہو جائے گا"

اور علماء احناف میں سے ہی علامہ ملا علی قاری نے المرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں حدیث حضرت ابوہریرہؓ کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے "إذا سجد أحدكم فلايبرك كما يبرك البعير" میں اس بات سے روکا گیا ہے کہ کوئی شخص اونٹ کی طرح پہلے گھٹنے اور پھر ہاتھ رکھے۔ اس حدیث میں اونٹ سے تشبیہ دی گئی ہے جب کہ وہ اپنے ہاتھ ہی گھٹنوں سے پہلے رکھتا ہے کیونکہ انسان کے گھٹنے اس کی ٹانگوں میں ہوتے ہیں اور جانوروں کے گھٹنے اس کے ہاتھوں (اگلی ٹانگوں) میں ہوتے ہیں۔ پس جب کوئی پہلے گھٹنے زمین پر رکھے گا تو وہ بیٹھنے میں اونٹ کے مشابہ ہو گا۔ اور آگے ليضع يديه قبل ركبتيه کی شرح میں لکھا ہے کہ تورپشتی نے اعتراض کیا ہے کہ :

"اونٹ کی طرح بیٹھنے سے کیسے روکا ہے جب کہ آگے پھر ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے رکھنے کا حکم بھی فرمایا ہے جب کہ اونٹ اپنے ہاتھ پہلے رکھتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کے گھٹنے تو اس کی ٹانگوں میں ہوتے ہیں جب کہ چوپایوں کے گھٹنے ان کے ہاتھ (اگلی ٹانگوں) میں ہوتے ہیں"(۴۵)

لسان العرب میں ابن منظور کے علاوہ ازہری نے تہذیب اللغۃ (۱۰/ ۲۱۶) میں اور ابن سیدہ نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المحکم (۷/۱۶) میں بھی ذکر کیا ہے کہ اونٹ کے گھٹنے اس کی اگلی ٹانگوں میں ہوتے ہیں۔ (۴۶)
معروف محقق علامہ ابن حزمؒ نے بھی المحلی میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ اونٹ کے گھٹنے اس کے ہاتھوں یعنی اگلی ٹانگوں میں ہوتے ہیں نہ کہ پچھلی ٹانگوں میں (۴۷) اور وہ بیٹھتے وقت گھٹنے ہی زمین پر پہلے لگاتا ہے جب کہ نبی ﷺ نے اس طرح بیٹھنے سے نمازی کو منع کیا ہے اور پہلے زمین پر ہاتھ اور پھر گھٹنے رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔

کتبِ حدیث کی روشنی میں

اونٹ کے گھٹنوں کا اس کی اگلی ٹانگوں میں ہونا کتبِ حدیث سے بھی ثابت ہے مثلاً :

(i) امام قاسم سرقسطی نے اپنی کتاب غریب الحدیث میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''لا یبرك أحد بروك البعیر الشارد''

اور امام قاسم اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ نماز میں سجدہ میں جانے کے بارے میں ہے کہ ''آدمی اپنے جسم کو یکبارگی نہ گرادے جس طرح کہ بدکا ہوا اور غیر مطمئن اونٹ کرتا ہے ''بلکہ اطمینان کے ساتھ بیٹھے : پہلے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور پھر دونوں گھٹنے۔ اور اس سلسلہ میں ہی ایک مرفوع و مفسر حدیث بھی ہے اور انہوں نے آگے اس موضوع کے شروع میں بیان کی گئی پہلی حدیثِ حضرت ابو ہریرہؓ بھی نقل کی ہے (۴۸)

(ii) اس طرح ہی وہ اثر فاروقی بھی ہے جو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں لہذا اسے یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں اس میں بھی واضح طور پر یہ بات آگئی ہے کہ اونٹ کے گھٹنے اس کی اگلی ٹانگوں میں ہی ہوتے ہیں نہ کہ پچھلی ٹانگوں میں۔

(iii) اور ان دو آثار پر مستزاد صحیح بخاری شریف اور دیگر کتب کی وہ حدیث بھی ہے جو نبی اکرم ﷺ کی ہجرتِ مدینہ سے تعلق رکھتی ہے۔ حضرت سراقہ بن مالکؓ جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، گھوڑا لے کر نبی ﷺ کی تلاش میں نکلے اور دیکھ بھی لیا لیکن جب قریب پہنچے تو ان کا گھوڑا معجزاتی طور پر گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا اس حدیث میں حضرت سراقہ کے الفاظ ہیں :

''ساخت یدا فرسی فی الأرض حتی بلغتا الرکبتین'' (۴۹)

''میرے گھوڑے کی دونوں ٹانگیں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئیں''

بخاری میں معروف صحابی کے ان الفاظ سے بھی معلوم ہوا کہ اونٹ اور دیگر چوپایوں کے گھٹنے اگلی ٹانگوں میں ہی ہوتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ کلام

اس ساری بحث سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضرت ابو ہریرہؓ والی پہلی حدیث کا جزء اول جزء ثانی کے مخالف نہیں ہے بلکہ اسی طرح صحیح ہے کہ نمازی اونٹ کی سرح اپنے گھٹنے زمین پر پہلے نہ رکھے بلکہ ہاتھ پہلے رکھے کیونکہ اونٹ کی طرح گھٹنے پہلے رکھنے سے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی حدیث میں آیا ہے۔

....

علامہ ابنِ قیم کی وجوہاتِ ترجیح

علامہ ابن قیمؒ نے تہذیب معالم السنن اور زاد المعاد میں گھٹنے پہلے رکھنے کو راجح قرار دینے کے لیے دس وجوہاتِ ترجیح بیان کی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ

حضرت ابو ہریرہؓ والی پہلی حدیث مقلوب و مضطرب اور منسوخ و متکلم فیہ ہے جب کہ حضرت وائلؓ والی حدیث پر اکثر کا عمل ہے اس کے بعض شواہد ہیں، بعض صحابہ کے آثار اس کے موافق ہیں۔ اس میں حکایتِ فعل ہے اور اس میں ذکر کردہ افعال دوسری روایات سے بھی ثابت ہیں اور وہی نبی ﷺ کی اونٹ کی طرح تنے سے ممانعت والی حدیث کے موافق بھی ہے۔ (۵۰)

جب کہ موصوف کے اس موقف پر تعاقب کرتے ہوئے محققین زاد المعاد نے لکھا ہے کہ مصنف نے جس جانب کو راجح قرار دیا ہے وہ صحیح نہیں بلکہ راجح حضرت ابو ہریرہؓ والی حدیث ہے اور اس کے اسباب و وجوہات بھی انہوں نے تحقیق و تعلیقات میں ذکر کیے ہیں۔ (۵۱)

مختلف مواقف

(۱) امام نوویؒ نے المجموع میں دونوں طرح کے دلائل ذکر کر کے لکھا ہے کہ مجھ پر کسی جانب کی ترجیح ظاہر نہیں ہو سکی (۵۲)

(۲) امام شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں تمام تفصیلات ذکر کر کے اس مسئلہ کو معارک الانظار اور مضائق الافکار میں سے ایک قرار دیا ہے (۵۳)

(۳) محقق مقبلیؒ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور مولانا محمد جونا گڑھیؒ نے دونوں طرح کی احادیث میں جمع و تطبیق کی راہ اپنائی ہے کہ جب زمین کے قریب ہو جائیں اور گھٹنے مڑ جائیں تو ہاتھ پہلے رکھ لیں اور پھر گھٹنے جب کہ ایک روایت میں امام مالکؒ واحمدؒ اور علامہ مقبلی و جونا گڑھی نے دونوں کو ہی برابر قرار دیا ہے چاہے کسی کو بھی اختیار کر لیں (۵۴) جب کہ اصل بات دراصل یوں ہے کہ یہ اس وقت ہوتا جب

 محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں طرف کی احادیث صحیح ہوتیں لیکن یہاں ایسا نہیں ہے۔ہم تفصیل بیان کر آئے ہیں کہ ہاتھ پہلے رکھنے والی احادیث صحیح ہیں اور گھٹنے پہلے رکھنے کا پتہ دینے والی روایات ضعیف ہیں۔

(۴) اس کے باوجود جمہور اہل علم اور بقول قاضی ابوالطیب کے عام فقہاء نے اسے ہی اختیار کیا ہے۔ابن منذر نے حضرت عمر فاروقؓ ،ابراہیم نخعی، مسلم بن یسار ثوری (ایک روایت میں)احمد بن حنبل ،شافعی ،اسحاق بن راہویہ اور اہل الرائے (احناف) سے یہی مسلک نقل کیا ہے اور خود بھی اسے ہی اپنایا ہے۔(۵۵)

(۵) گھٹنے پہلے رکھنے والی روایات کے ضعف کے پیش نظر اور ہاتھ رکھنے والی احادیث کے راجح ہونے کی بنا پر امام مالکؒ ،اوزاعیؒ ایک روایت میں امام احمد اور جمہور اہلحدیث و محدثین نے پہلے ہاتھ رکھنے کا مسلک اختیار کیا ہے اور امام مالکؒ نے تو یہ بھی کہا ہے :

”هذه الصفة أحسن فی خشوع الصلوة“(۵٦)

”یہ طریقہ نماز میں خشوع کے لیے زیادہ صحیح ہے“

اسباب ووجوہاتِ ترجیح

اسی آخری مسلک کے راجح ہونے کے اسباب ووجوہات بھی کئی ہیں مثلاً :

(۱) ہاتھ پہلے رکھنے کا پتہ دینے والی حدیث صحیح ہونے کے ساتھ قولی ہے اور گھٹنے پہلے رکھنے کا پتہ دینے والی حدیث ضعیف ہونے کے علاوہ فعلی ہے اور تعارض کی صورت میں ترجیح قولی حدیث کو ہوا کرتی ہے جیساکہ وجوہِ ترجیح کے ضمن میں امام حازمی نے سینتیسویں (۳۷) وجہ یہ لکھی ہے :

”أن یکون أحد الحدیثین قولا والآخر فعلا فالقول أبلغ فی البیان ولأن الناس لم یختلفوا فی کون قوله حجة واختلفوا فی اتباع، لان الفعل لا یدل بنفسه علی شیئ بخلاف القول، فیکون أقوی“(۵۷)

”یہ کہ ان میں سے ایک حدیث قولی ہو اور دوسری فعلی تو قولی حدیث ازروئے بیان زیادہ بلیغ ہے اور لوگوں کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ آپ کا ہر قول امت کے لیے برائے عمل حجت ودلیل ہے ،البتہ اتباع میں اختلاف ہے کیونکہ کوئی فعل فی نفسہٖ کسی بات کی دلیل نہیں ہوتا بخلاف قول کے...... تو گویا قول زیادہ قوی ہوا“

اور علامہ ابن الترکمانی نے بھی سنن کبریٰ بیہقی کے حاشیہ الجوہر النقی میں لکھا ہے کہ ہاتھ پہلے رکھنے کا پتہ دینے والی حضرت ابوہریرہؓ سے مروی حدیث قولی ہے اور حضرت عمرؓ سے مروی حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے لہٰذا علماءِ اصول کے نزدیک اسے گھٹنے پہلے رکھنے کا پتہ دینے والی حضرت ...

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مروی حدیث پر ترجیح ہوگی کیونکہ اس کی دلالت فعلی ہے۔ (۵۸)

اور یہاں فعلی کے مقابلے میں حدیث کو ترجیح دینے والے اصول کی بنیاد میں کارفرما سبب بھی بیان کرتے جائیں کہ امت کی نسبت قولی حدیث میں کسی قسم کا کوئی اشکال نہیں پایا جاتا کہ یہ عمل افرادِ امت کے لیے نبی ﷺ نے تجویز فرمایا ہے جب کہ فعلی حدیث میں اس بات کا امکان پایا جاتا ہے کہ وہ کہیں نبی ﷺ کے خصائص میں سے نہ ہو جیسے ایک مرد کے نکاح میں زیادہ سے زیادہ چار بیویوں والی آیت اور دیگر قولی احادیث ہیں جب کہ خود نبی ﷺ کا عمل مبارک بیک وقت ۹ ازواجِ مطہرات سے نکاح ہے۔ چنانچہ ہمارے لیے قول واجبُ العمل ہے اور یہ فعل نبی ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ اور خصائص کے بارے میں عموماً صراحت ہوتی ہے لیکن چونکہ کبھی صراحت نہ ہونے کی وجہ سے کسی کام کے خصائص مصطفیٰ ﷺ میں سے ہونے کا امکان ہوتا ہے للذا علماءِ اصول نے مستقل اُصول وضع کر دیا کہ قولی حدیث راجح ہوگی اور فعلی مرجوح اور مسئلہ زیر بحث میں قولی حدیث پہلے ہاتھ رکھنے کا پتہ دیتی ہے۔

(۲) اگر دونوں طرح کی احادیث کو صحیح مان لیا جائے (حالانکہ فی الحقیقت ایسا نہیں ہے تو) پھر بھی حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہاتھوں والی قولی حدیث کی تائید حضرت ابن عمرؓ سے مروی ایک دوسری صحیح حدیث سے بھی ہوتی ہے جو صحیح بخاری میں تعلیقاً موقوفاً اور ابن خزیمہ و دار قطنی، سنن بیہقی و کتاب الاعتبار حازمی اور مستدرک حاکم کے حوالے سے ہم ذکر کر چکے ہیں اور امام حاکم نے اپنا رجحان ہاتھوں والے نظریہ کی طرف ظاہر کیا ہے اور اس کا سبب یہ لکھا ہے کہ اس کے بارے میں صحابہ و تابعین سے بہت ساری احادیث و آثار ملتے ہیں۔ لہذا راجح مسلک یہی ہے اور دوسری جانب اگرچہ حضرت وائلؓ والی حدیث ہے لیکن وہ چونکہ ضعیف ہے اور پھر حضرت عباسؓ وابی بن کعبؓ والی روایات ہیں تو وہ ذکر کی گئی تفصیل کی رو سے اتنی ضعیف ہیں کہ پہلی کی شاہد و مؤید بننے کے قابل بھی نہیں لہذا یہ جانب مرجوح ہے۔

(۳) ایک ہی موضوع سے متعلقہ دو طرح کی احادیث آ جائیں اور ایک نہی پر مشتمل ہو اور دوسری اثبات پر۔ یعنی ایک میں کسی کام کو کرنے کا حکم دیا گیا ہو اور دوسری میں نہ کرنے کا تو ایسی صورت میں حظر و ممانعت والی حدیث راجح ہوگی اور یہ ایک مستقل وجہِ ترجیح ہے مسئلہ زیر بحث میں۔ حضرت وائلؓ والی حدیث مثبت ہے جب کہ حضرت ابو ہریرہؓ والی منفی ہے کہ اونٹ کی طرح پہلے گھٹنے زمین پر مت لگاؤ...... لہذا یہی راجح ہے۔

ان اور ایسی ہی دوسری وجوہات و اسباب کی بنا پر حافظ ابن حجر نے بلوغ المرام میں، اسی طرح حافظ ابن سید الناس، قاضی ابو بکر ابن العربی اور علامہ ابن الترکمانی نے بھی حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہاتھوں کو پہلے رکھنے والی حدیث کو ہی راجح قرار دیا ہے اور امام بخاریؒ کا واضح رجحان بھی اسی طرف ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں ان کی تبویب سے معلوم ہو رہا ہے اور امام ابن العربی کے بقول یہی عمل اہل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ بھی ہے۔ شیخ احمد شاکر، علامہ عبدالرحمن مبارکپوری، محدث البانی، شیخ عبدالقادر ارناؤط اور شیخ شعیب ارناؤط نے بھی پہلے زمین پر ہاتھ رکھنے والے اور پھر گھٹنے لگانے والے موقف کو ہی راجح قرار دیا اور اختیار کیا ہے۔ امام خطابی نے معالم السنن میں حضرت وائلؓ والی حدیث کو راجح قرار دیا ہے۔ (۵۹)

اور ہماری ذکر کردہ تفصیل سے ان کی اس بات کا ضعف بھی واضح ہو گیا ہے و للہ الحمد (۶۰)

ایک وضاحت

سجدے میں جاتے وقت پہلے ہاتھ رکھے جائیں یا گھٹنے؟

اس سلسلے میں تفصیلی تحقیق ہم نے ذکر کر دی ہے جس کی رُو سے ہمارے نزدیک ہاتھوں کا زمین پر گھٹنوں سے پہلے رکھنا ہی اولیٰ ہے لیکن یہاں اس بات کی وضاحت کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض اہل علم نے جو کہا ہے کہ ان دونوں طرح کی احادیث کو یوں جمع کر لیا جائے کہ قیام سے سجدہ کی طرف اس انداز سے جھکیں کہ جیسے آپ کے گھٹنے اور ہاتھ بیک وقت ہی زمین پر جا لگیں گے لیکن قریب ہو کر پہلے ہاتھ لگائیں اور پھر گھٹنے اس جمع و تطبیق میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ بڑی مناسب بات ہے خصوصاً اس لیے کہ پہلے گھٹنے رکھنا صحیح طور پر ثابت نہیں ہو رہا اور اس میں بظاہر کچھ شانِ کبر و نخوت سی بھی پائی جاتی ہے اور اگر کھڑے کھڑے ہی دونوں ہاتھوں کو آگے کی طرف بڑھاتے ہوئے سجدہ میں جانے لگیں تو یہ بھی کچھ اتنا اچھا نہیں لگتا بلکہ ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی فلائی (پرواز) کرنے لگا ہو خصوصاً اگر کوئی لاپرواہی سے آگے ہاتھ بڑھائے سجدے میں جا رہا ہو۔

لہٰذا غیر اولیٰ انداز اور بے ہنگم و غیر درست انداز کے مابین مذکورہ جمع و تطبیق سے کام لیا جائے تو اولیٰ پر عمل ہو جائے گا اور معیوب انداز (؟!) سے بھی بچا سکے گا لہٰذا بہتر یہی ہے کہ کھڑے کھڑے ہی

(؟!) محترم محقق نے سجدے میں جانے کی کیفیت کے بارے میں دو مختلف انداز پر محمول احادیث کی جس طرح متن کے صحت و ضعف کے اعتبار سے تحقیق کر کے ترجیح دی ہے اس پر وہ شکریہ کے مستحق ہیں لیکن ساری بحث کے دوران یہ بات کھٹکتی رہی کہ حدیث کے صحت و ضعف کے بارے میں الفاظ کی تحقیق پر وہ اس طرح زور دے رہے ہیں جیسے قرآنی الفاظ پر حالانکہ قرآن و حدیث کا یہ جوہری فرق ہے کہ قرآن میں الفاظ کے تعین پر جو زور دیا جاتا ہے حدیث میں وہی زور اس کے مفہوم پر دیا جانا چاہیے کیونکہ قرآن کلام الٰہی ہے تو حدیث مرادِ الٰہی، گویا حدیث میں مفہوم اصل مراد ہوتا ہے۔ لہٰذا زیر بحث مسئلہ میں وارد تمام روایات کو سامنے رکھ کر مفہوم واضح کرنا چاہیے، یہی وجہ ہے کہ محدثین توافق پیدا کرتے ہوئے بسا اوقات بعض کمزور روایات کو بھی مفہوم کے لحاظ سے حسن / حسن لغیرہ قرار دے کر جمع بین الاحادیث کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔

اصولی اعتبار سے شرعی دلائل میں پہلا نمبر جمع و توافق کا ہے نہ کہ ترجیح کا۔ حافظ ابن قیم نے اسی نکتہ کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھوں کو آگے کی جانب نہ بڑھایا جائے اور انہیں زمین پر پہلے لگائیں اور پھر ساتھ ہی گھٹنے بھی لگا لیں۔ ☆

حوالہ جات

(۱) شرح السنۃ ۳ ص ۱۳۵، مسند احمد ۲ ص ۳۸۱، الفتح الربانی ۳ ص ۲۷۶، ابو داود ۳ ص ۷۰، ترمذی ۲ ص ۱۳۶ مشکوٰۃ اص ۲۸۲، الارواء ۲ ص ۷۸، دار قطني اص ۳۴۴، محلی ۲/۴ ص ۱۲۹، بیہقی ص ۹۹، ۱۰۰، الاعتبار ص ۷۹ (۲) تحفۃ الاحوذی ۲ ص ۱۲۷ (۳) بحوالہ صفۃ الصلوٰۃ ص ۸۱ والارواء ۲ ص ۷۸، مشکوٰۃ اص ۲۸۲ (۴) بخاری مع الفتح ۲ ص ۲۹۰ (۵) بخاری ۲ ص ۲۹۰ مع الفتح، ابن خزیمہ اص ۳۱۹ وصحیحہ الالبانی، بیہقی ۲ ص ۱۰۰، دار قطني اص ۳۴۴، الضعيفة ۲ ص ۳۳۱ الاعتبار ص ۷۹، بلوغ المرام ا/اص ۱۸۶ مع سبل السلام (۶) تحقیق ابن خزیمہ اص ۳۱۸، مستدرک حاکم وتلخیص الذہبی اص ۲۲۶ قدیم اص ۳۴۹ جدید، ارواء الغلیل ۲ ص ۷۷ (۷) حوالہ بالا (۸) بیہقی ۲ ص ۱۰۰ وزاد المعاد ا ص ۲۳۰ (۹) الاعتبار ص ۸۰ نقله عن ابن المنذر وزاد المعاد اص ۲۳۰، ومسائل الامام المروزی اص ۷۴/۲ کمافی صفۃ الصلوٰۃ ص ۸۱ وصحیحہ (۱۰) نیل الاوطار ا/۲ ص ۲۵۵ (۱۱) ابو داود ۳ ص ۶۸، ترمذی ۲ ص ۱۳۴، شرح السنۃ ۲ ص

(گذشتہ حاشیہ) خیال رکھا ہے۔ اسی بنا پر اقوال صحابہ بھی ترجمانِ نبوت بنتے ہیں اور فعل و قول رسول ﷺ میں تضاد کی الجھن بھی پیش نہیں آتی کہ ترجیح کی ضرورت پیش آئے۔

محقق موصوف کو اگرچہ آخر میں خود یہ احساس ہو گیا ہے لیکن محض عقل کی بنا پر جس جمع و تطبیق کا وہ اہتمام کر رہے ہیں، یہ انداز محدثین کے ہاں پسندیدہ نہیں ہے بلکہ محدثین روایات میں توافق کا رویہ اپناتے ہیں۔ زیر بحث مسئلہ میں اصل نکتہ اونٹ کے بیٹھنے کی مجموعی کیفیت کا ہے جس سے منع کیا جا رہا ہے۔ اگر صرف گھٹنوں کے اگلی یا پچھلی ٹانگوں میں ہونے کا سوال ہوتا تو یہ تمام چارپایہ جانوروں میں ہوتا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے صرف اونٹ کی مخصوص طرز سے سجدہ کی طرف جانے سے منع کیا ہے۔ اس ممنوعیت کو اونٹ کی بیٹھک کے ساتھ مخصوص کرنے کی وجہ کچھ یوں ہے کہ اونٹ اپنی اگلی ٹانگوں کے گھٹنے پہلے اکھٹے کر کے پچھلی ٹانگوں پر بیٹھ جاتا ہے پھر اگلی ٹانگیں پیٹ کے ساتھ لگاتا ہے۔ سجدہ میں جانے کی یہ کیفیت غلط ہے کہ نمازی پہلے ہاتھ زمین پر رکھ کر پیچھے گھٹنوں کے بل بیٹھ جائے اور بعد میں سجدہ میں جائے۔ اسی طرح ہاتھوں کا سہارا لیے بغیر گھٹنوں کے بل گر پڑنا بھی درست نہیں گویا صورتِ مسئولہ میں اہمیت ہاتھ یا پاؤں کے گھٹنے پہلے رکھنے یا پیچھے رکھنے کی نہیں بلکہ اونٹ کے بیٹھنے کی مجموعی کیفیت کی ہے کہ اس کی طرح پچھلے گھٹنوں پر پہلے بیٹھنا نہیں چاہیے۔ اس طرح تمام احادیث کا مفہوم بھی متعین ہو جاتا ہے اور تعارضِ روایات کے بجائے جمع و تطبیق کی صورت بھی بن جاتی ہے۔ ازراہِ کرم محقق محترم، حافظ ابن قیمؒ کی بحث پر دوبارہ غور فرمائیں اور خود انہوں نے "مختلف مواقف" کے عنوان کے تحت جن ائمہ فقہاء کی جمع بین الروایات کا موقف اختیار کرنے کا تذکرہ کیا ہے، پر بالخصوص توجہ فرمائیں...... واللہ أعلم بالصواب (محدث)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۳، بیہقی ۲ ص ۹۸، ابن حبان ص ۱۳۲ الموارد، ابن خزیمہ ۱ ص ۳۱۸، الضعیفه ۲ ص ۳۲۹، ابوداود ۲ ص ۷۵،
التلخیص ۱/۱ ص ۲۵۴، دار قطني ۱/۱ ص ۳۴۵، الاعتبار ص ۸۰ (۱۲) متعلقہ حوالہ جات بالا (۱۳) النیل ۱/۲ ص
۲۵۳ (۱۴) تحقیق شرح السنۃ ۳ ص ۱۳۳، ۱۳۴ (۱۵) تحقیق مشکوٰۃ ۱ ص ۲۸۲ (۱۶) دیکھئے الاحسان ۵ ص ۲۳۷،
حدیث ۱۹۱۲ بتحقیق الارناؤوط (۱۷) ابن حبان ص ۱۳۴، الموارد (۱۸) بحوالہ الضعیفه ۲ ص ۳۲۸ (۱۹) دار قطني
۱/۱ ص ۳۴۵، بیہقی ۲ ص ۹۹، الاعتبار ص ۸۰، محلّی ۲/۴ ص ۱۲۹، مستدرک ۱ ص ۲۲۶ قدیم ۳۴۹ جدید، المختارة، زاد
المعاد ۱ ص ۲۲۸، (۲۰) زاد المعاد ۱ ص ۲۲۹، التلخیص ۱/۱ ص ۲۵۴ (۲۱) العلل ۱ ص ۱۸۸، بحوالہ زاد المعاد ۱ ص ۲۲۹
والضعیفه ۲ ص ۳۳۱ (۲۲) مصنف ابن ابی شیبہ ۱ ص ۲۹۴، بیہقی ۲ ص ۱۰۰، زاد المعاد ۱ ص ۲۲۶، ۲۲۷، ارواء الغلیل ۲
ص ۷۹ (۲۳) تحفۃ الاحوذی ۲ ص ۱۳۸ (۲۴) حوالہ بالا (۲۵) فتح الباری ۲ ص ۲۹۱ (۲۶) الإرواء ایضا (۲۷) ابن خزیمہ
۱ ص ۳۱۹، بیہقی ص ۱۰۰ (۲۸) الفتح ایضا (۲۹) حوالہ بالا (۳۰) الاعتبار ص ۸۰ (۳۱) المجموع ۳ ص ۴۲۳ (۳۲)
تہذیب معالم السنن علی عون المعبود ۳ ص ۷۳، ۷۴، زاد المعاد ۱ ص ۲۲۷ (۳۳) فتح الباری ۲ ص ۲۳۱ (۳۴) التقریب
ص ۱۹، ۴۶، ۵۴۹ (۳۵) حوالہ بالا، تحقیق ابن خزیمہ ۱ ص ۳۱۹ (۳۶) تحقیق شرح السنۃ ۳ ص ۱۳۵ (۳۷) طحاوی ۱ ص
۱۵۱ بحوالہ الضعیفه ۲ ص ۳۳۱ و مصنف عبدالرزاق ۲ ص ۱۷۶ بتحقیق الاعظمی (۳۸) حوالہ بالا (۳۹) مصنف ابن ابی
شیبہ ۱ ص ۲۹۵ طبع دار الفکر بیروت (۴۰) بحوالہ الاعتصام جلد ۴۳ شمارہ ۱۵ بابت ۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۲ھ ۲ دسمبر ۱۹۹۱ء
مقالہ حافظ محمد اسحٰق زاہد مدرس جامعہ رحمانیہ لاہور (۴۱) الضعیفه ص ۳۳۱ (۴۲) زاد المعاد ۱ ص ۲۲۵ (۴۳) لسان
العرب ۱۴ ص ۲۳۶ (۴۴) بحوالہ تحقیق زاد المعاد ۱ ص ۲۲۵ و صفۃ الصلوۃ ص ۸۲ (۴۵) المرقاۃ بحوالہ تحفۃ الاحوذی ۲ ص
۱۳۶ (۴۶) بحوالہ ہفت روزہ الاعتصام ایضاً (۴۷) محلّی ۲/۴ ص ۱۲۹ (۴۸) تحقیق زاد المعاد ۱ ص ۲۲۵ نقلاہ عن غریب
الحدیث للامام السرقسطی ۲ ص ۷۰ و صححاہ و صفۃ الصلوۃ ص ۸۲ (۴۹) بخاری مع الفتح تحفۃ الاحوذی ۲ ص ۱۳۹ (۵۰) مختصر از
زاد المعاد ۱ ص ۲۳۰، ۲۳۱ (۵۱) تحقیق زاد المعاد ۱ ص ۲۲۳-۲۳۰ (۵۲) المجموع حوالہ سابقہ (۵۳) النیل ۲/۳ ص
۹۹ الریاض دار المعارف، ۲/۱ ص ۲۸۳ طبع دار الإفتاء الریاض ایضاً (۵۴) النیل ایضا و صلوٰۃ الرسول محقق ص ۲۸۳ نقلا
عن "صلوٰۃ محمدی" تحفۃ الاحوذی ۲ ص ۱۳۶، فتح الباری ۲ ص ۲۹۱ (۵۵) النیل ۲/۳ ص ۹۷، زاد المعاد ۱ ص ۲۲۹، ۲۳۰،
کتاب الاعتبار حازمی ص ۷۹، ۸۰، تحفۃ الاحوذی ۲ ص ۱۳۵ عون المعبود (۵۶) فتح الباری ۲ ص ۲۹۱ (۵۷) الاعتبار ص
۲۰ نیز دیکھئے ص ۱۸ وجہ ترجیح ص ۲۶ (۵۸) الجوہر النقی ۱ ص ۱۰۰ (۵۹) معالم السنن ۱/۱ ۱۸۰، المنتقی ۲/۳ ص
۹۹ (۶۰) بلوغ المرام مع السبل ۱/۱ ص ۱۸۶، الجوہر النقی ۱ ص ۳ تحفۃ الاحوذی ۲ ص ۱۳۷، ۱۳۸، بخاری مع الفتح ۲ ص
۲۹۰، ۲۹۰، عون المعبود ۳ ص ۷۱، تحقیق زاد المعاد ۱ ص ۲۲۳-۲۳۱، الضعیفة ۲ ص ۳۳۲، الارواء ۲ ص ۸۰، تحقیق
صلوٰۃ الرسول ﷺ ص ۲۸۳-۲۸۶ ☆☆

نوٹ: روزمرہ پیش آنے والے دینی / علمی و تحقیقی سوالات کے بارے میں

ادارۂ محدث کی مجلس افتاء سے دینی رائے اور فتاویٰ دریافت کریں۔

سوال کی نوعیت واہمیت کے پیش نظر اسے دار الافتاء کے اوراق میں بھی شائع کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ